

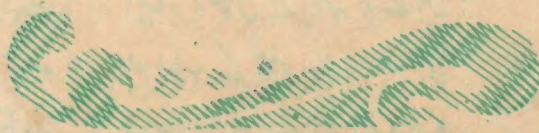


۲۹
۴۴

جنت و دوزخ کی حقیقت

واللہ سن اے سید کونین کی اُمّت
میں عرض کروں دوزخ و جنت کی حقیقت
ناراض اگر وہ ہوں تو دوزخ ہے یہ دوزخ !
و و تجھ سے اگر خوش ہوں تو جنت ہے یہ جنت !

اسی نے گیلان



احادیث الرسول

محمد سعید الرحمن علوی

ترجمہ و تشریح

کفر کے بعد سب بڑا گناہ — اختلافِ باہمی

ہے جو اصول میں ہو۔ پس لازم ہے کہ سب مل کر خدا کی بندگی کریں اور جن اصولوں میں تمام انبیاء متفق رہے ہیں ان کو مستند طاقت سے پر دیکھ۔ (تفسیر عثمانی ص ۴۲۷)

جب انبیاء علیہم السلام کا یہ معاملہ تھا کہ وہ ایک ہی دعوت اور ایک ہی پیغام لے کر اسدلی طور پر دنیا میں آئے تو پھر اختلاف و تفریق کی یہ بادِ سموم کہاں سے چلی؟ اس کا ذمہ دار کون ہے اور اس مصیبت عظمیٰ کا بوجھ کس کے سر ہے؟ قرآن عزیز اس سوال کا خود جواب دیتا ہے، سورۃ الانبیاء کے چھٹے رکوع کی آخری آیت ہے۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم المؤمنین للمؤمنین کالبنیان یشد بعضہ بعضا (رواہ مسلم)

حضرت نبی محترم، رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مسلم برادری کا باہمی تعلق کئی مثالوں اور تشبیہات سے سمجھایا ہے۔ جن میں سے ایک یہ ارشادِ نبوت ہے جسے حضرت امام مسلم قدس سرہ نے نقل کیا — یعنی مسلمان اور مومن ایک دوسرے کے لئے ایسی بنیاد کی مانند ہیں جس کی اینٹیں ایک دوسرے کے ذریعہ قوت حاصل کرتیں اور مضبوط ہوتی ہیں۔ جبکہ ایک دوسرے ارشاد میں مسلم سوسائٹی کو ایک جسم کے باہمی اعضاء سے تشبیہ دی ہے جن میں سے ہر عضو دوسرے عضو کی راحت و تکلیف سے باقاعدہ متاثر ہوتا ہے۔

قرآن عزیز نے حضراتِ انبیاء علیہم السلام کا کئی جگہ ذکر کر کے

”یعنی خدا بھی ایک اور تمہارا اصل دین بھی ایک ہے۔ تمام انبیاء اصول میں متحد ہوتے ہیں جو ایک کی تعلیم ہے وہ ہی دوسروں کی ہے۔ رہا فروغ کا اختلاف، وہ زمان و مکان کے اختلاف کی وجہ سے عین مصلحت و حکمت ہے۔ اختلاف مذموم وہ

ترجمہ: اور ٹکڑے ٹکڑے کر لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام، سب ہمارے پاس پھر آئیں گے“

یعنی ہم نے تو اصول کے طور پر ایک دین دیا تھا۔ لوگوں نے خود اختلاف ڈال کر اس کے

خدم الدین



جلد ۲۹ • شماره ۳۴
۲ شعبان المعظم • ۱۴۰۲ھ
۶ اگست ۱۹۸۲ء

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور
مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل پی

اس شمارے میں

احادیث الرسول
قادیانیت، رض اور فرقہ واریت (اداریہ)
قلب سلیم
معراج رسول
اولیاء و انبیاء کرام کے
شاہ محمد اسماعیل
دیگرہ

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۸۰/-	۲۵/-	۲۵/-
فی پرچہ	۲/-	روپے

طابع: منہاج الدین صلاحی، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر: مولانا عبید اللہ انور
مقام: اندرون شیرازہ دروازہ، لاہور

قادیانیت، رض اور فرقہ واریت

یہ مثلث قوم کو لے ڈوبے گی

مارچ کے آخری ایام اور اپریل کے ابتدائی ایام عجیب و غریب انگیز تھے۔ ایک طرف مرزا قادیانیت، روایتی خود سری باغیانہ ذہنیت اور فسادِ مزاج کے سبب ملک بھر میں اپنا لڑکچہ کھلے بندوں تقسیم کر کے امت مسلمہ کے جذبات کو للکار رہی تھی، تو دوسری طرف عالم اسلام کے نامور قاری محمد عبدالباسط عبدالصمد حفظہ اللہ تقاضے کے دورۂ پاکستان بالخصوص دورۂ لاہور سے حسد کھا کر ”ایک سرکاری ملازم عالم دین“ نے وہ ہنگامہ بپا کیا کہ تو بہ بھلی۔ کہا یہ گیا کہ ۲۳ مارچ کو جب قاری صاحب عالمگیر مسجد میں محو قرأت تھے تو کچھ لوگوں نے ایک ایسا نعرہ لگایا جو نہایت درجہ اہانت آمیز تھا اور جس سے امامنا المحترم، سید الانام، قائدنا الاعظم الاکرم محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہوتی تھی۔ صوبائی حکومت کے بعض ذمہ دار لوگوں کے ساتھ ساتھ عوام میں سے کئی ایک ذمہ دار حضرات کی واضح تردید کے برعکس اس ”مبینہ واقعہ“ کو اتنا اچھالا گیا اور اس سے متعلق اس حد تک اشتہار بازی کی گئی کہ الامان — اگر ملک کے باشعور عوام شعور و سنجیدگی کا مظاہرہ نہ کرتے تو یہ ”گھڑ تو دانتاں“ ملک کے امن کو غارت کر کے رکھ دیتی اور قریب تھا کہ کئی لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ ایک فرقہ پرست اور فرقہ پرور ”سرکاری مولوی صاحب“ کی ہنگامہ آرائی میں جب وہ لوگ بھی شریک ہو گئے جن کا سنت سے تعلق ہے نہ جماعت صحابہؓ سے، جو کلمہ اسلام، اذان، نماز، قرآن سب کو محرف مانتے، تفتیہ کے علمبردار اور ”ائمہ“ کے معصوم ہونے اور ”ہندی

کو وہ تھا راہ جمعوں
ہوٹے ہیں، اور رسوا نہ کر
مجھ کو جس دن سب
جی کہ اٹھیں، جس دن
نہ کام آئے کوئی مال
اور نہ بیٹے مگر جو
کوئی آیا اللہ تعالیٰ
کے پاس لے کر دل
چنگا

ہو گا۔ وہی وہاں کام دیگا
نرے مال اور اولاد کچھ نہ
کام آئیں گے اگر کافر چاہے
کہ قیامت میں مال و اولاد
فدیہ دے کہ جان چھڑے
تو ممکن نہیں، یہاں کے
صدقات و خیرات اور نیک
اولاد سے بھی کچھ نفع کی
توقع اُسی وقت ہے جب
اپنا دل کفر کی پسندی
سے پاک ہو۔

”قلب سلیم“ جو قیامت کے
دن انسان کے لئے نجات کا
باعث بنے گا اس کی نہایت اچھی
تقریب وہ ہے جو ایک نہایت
عالم و عابد اور زاہد بزرگ حضرت
امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے
کی۔

قلب سلیم وہ دل ہے جو
حیا، خوف، طمع اور امید
کے سبب اللہ تعالیٰ کی عبادت
و بندگی ہی کے لئے خاص
ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت کے
سوا اس میں کسی کی محبت
نہ ہو، اس کے خوف کے
سوا کسی کا خوف نہ ہو
اس کے سوا کسی سے کوئی امید

والستہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اور
اس کے رسول علیہ السلام کے
کے ارشادات و احکامات کی
تصدیق و طاعت ہی اس

سیدنا ابراہیم علیہ السلام
نے بڑی وضاحت کے ساتھ
اللہ رب العزت کا تعارف اس
نالائق قوم سے کرایا پھر دعا کے
ہجے میں اپنی عاجزی و نیاز مندی
کا اظہار کیا اور ہوا و ہوس کے
بندوں پر واضح کیا کہ اگر کوئی
شخص مال اور دولت کی فراوانی
اور اولاد و قبیلہ کی بہتات پر
نازاں ہے تو وہ کم عقل اور
نادان ہے، سب کو خوب جان
لینا اور سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ
رب العزت کے یہاں کامیابی
اسے ہی نصیب ہوگی جو قلب
سلیم (چنگا دل) لے کر آیا۔
علماء نے قلب سلیم کے متعلق
لکھا۔

”یعنی بھلا چنگا بے روگ
دل جو کفر و نفاق اور
فاسد عقیدوں سے پاک

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اہم اسباق

اور ہماری بے حسی !

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبد اللہ نور محمد ظہار لعلی

بعد از خطبہ مسنونہ !

اعوذ باللہ من الشیطن

الرحیم : بسم اللہ الرحمن
الرحیم :-

سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرٰی
بِعَبْدِہٖؑ الخ

محترم حضرات و معزز خواتین !

۶۲۰-۶۲۱ عیسوی بعثت نبوی کا
دسواں یا گیارہواں سال نبی محترم
رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و آلہ و اصحابہ وسلم کی زندگی
کا نہایت ہی اہم سال ہے۔
اس سال ایک طرف تو آپ کی
زندگی کا وہ عظیم الشان واقعہ
پیش آیا جسے واقعہ معراج کے
نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس
میں آپ نے راتوں رات مسجد
حرام سے مسجد اقصیٰ تک، پھر
ساتوں آسمانوں، صدرۃ المنہبی،
بیت المعمور وغیرہ کی سیر کی۔
اپنے رب کی عظیم الشان نشانیاں

دیکھیں، اپنے خالق و مالک کے حضور
التجبات شد والصلوات والطبیات
کی شکل میں ہر نوع کی عبادت کا
ہدیہ پیش کیا جس کے جواب میں
اسلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ
و برکاتہ کی شکل میں خود آپ
کے لئے اور اسلام علینا و علی
عباد اللہ الصالحین کی شکل میں
آپ کی امت کے لئے سلامتی و
رحمت اور برکات کا وعدہ ہوا
اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے
وعدے تو نہایت سچے اور ہر
حال میں پورے ہونے والے ہیں۔
دوسری طرف اسی سال

بیعت عقبہ اولیٰ ہوئی۔
مدینۃ النبی جسے قدیم یں یشرب کہا
جاتا تھا، وہاں سے چند مخلص و
باخدا بندے اس شہر مکہ میں آئے
چھ ک تعداد میں تھے۔ مکہ کا شہر
نبی محترم اور ان کے چند گنتی کے
اجاب کے لئے سخت مصائب و آکام

کا شہر بنا ہوا تھا۔ ہر ظلم یہاں
ان پر ٹوٹا جا رہا تھا۔ مدینہ
کے وہ بے نفس انسان اس سے
واقف تھے۔ لیکن وہ آئے اور
ایک گھاٹی میں کائنات کے معکم
و رہنما اور مرکز و مرشد کامل سے
مل کر اسلام قبول کیا، بیعت کی،
اسلامی تعلیمات سے آگاہی حاصل
کی اور محبت و باہمی اعتماد کا
وہ رشتہ جوڑا جو آئندہ چل کر
ہجرت نبوی کا باعث بنا۔ اور
گویا مدینہ منورہ میں اسلام کی
عمارت کا سنگ بنیاد ثابت ہوا،
یہی چھ حضرات تھے جو اس وقت
کس میری و بے چارگی کے عالم
میں چھپ کر بیعت کر رہے تھے
لیکن قدرت خداوندی یہ فیصلہ کر
حکمی تھی کہ ان چھ کا ایمان و اسلام
ہجرت جلیے عظیم واقعہ کا باعث
بنے گا اور اللہ رب العزت کے
یہاں ان چھ کے ایمان کو نہ صرف

مدینہ منورہ بلکہ پوری کائنات میں الفاظ کے کسی طرح مستحق نہیں اسلام پھیلنے کا نقطہ آغاز تصور ایک آدھ تقریر حاکم قرآن کی کیا جاتے گا۔ فرضی اللہ تعالیٰ طرح رٹ کر سارا سال دہرائیں گے عنہم وارضاهم۔

ہماری بے حسی

لیکن ہمارا معاملہ ایسا ہے کہ ہمارے یہاں سال کا غالب حصہ سیرت و میلاد اور معراج کے جلسوں کی نذر تو ہو جاتا ہے، جلوس اور ہنگامے تو برپا ہو جاتے ہیں۔ تاہم کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا، وجہ جو میری سمجھ میں آتی ہے وہ کچھ ایسی ہے کہ ہمارے یہ پروگرام دعوت و تبلیغ کے جذبہ صادق سے کم ہوتے ہیں، دوسروں کو نیچا دکھانے، انہیں کوہنے، برا بھلا کہنے، سارے محکمے کو بے آرام کرنے اور اپنی خطابت کا سکہ جمانے کی غرض سے اہتمام زیادہ ہوتا ہے، جب یقین ہی یہ ہوں، اغراض فاسد ہوں اور انسان خود ہی عمل و کردار سے عاری ہو تو ناممکن ہے کہ وہ جلسہ کوئی اثر مرتب کرے گا۔ مثبت اثر تو ظاہر نہ ہوگا منفی اثر بہ شکل ہنگامہ و جھگڑا اور عناد و فساد البتہ ضرور ہوگا امت ملکیوں میں بٹے گی، آپس میں اُچھے گی اور خون خرابہ ہوگا واعظین و مبلغین جو ان مقدس

ایسا مہینہ ہے جس میں معراج کا واقعہ پیش آیا۔ بیعت عقبی اولیٰ جیسا عظیم الشان اور تاریخ ساز مرحلہ اسی مہینہ سے متعلق ہے۔ لیکن اسے تو کبھی کسی نے پھیرا ہی نہیں کبھی کسی نے بنایا ہی نہیں کہ وہ کون بلا نوشان محبت تھے جو یثرب (مدینہ طیبہ) سے کفن بردوش نکلے جذبات صادقہ، خلوص نیت ان کا سرمایہ تھا، سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے وہ اپنے دور کے سب سے بڑے مظلوم کے حضور نیاز مندانہ حاضر ہوئے اس کا پیغام اس کی زبان سے سنا۔ دل کی گہرائیوں سے اس کی تقدیر کی اور متاع ایمان و ایقان لے کر واپس لوٹے، ان کے دلوں میں خیانات کا تلاطم تھا وہ سوچ رہے تھے کہ یہ نبی اُمّی، یہ امام محترم، یہ نبوت و عصمت کا باب رحمت بند کرنے والا اگر ہمارے گھر آ جائے تو کتنا اچھا ہو؟ ہماری قسمت جاگ اٹھے، بیکی حضرات مبلغین کو چند مخصوص روایات فرصت ہو تو وہ اس واقعہ اور اس واقعہ سے متعلقہ کرداروں کا ذکر کریں۔ اسلام میں بیعت ارشاد و جہاد کی اہمیت پر روشنی ڈالیں یہ جذبات صادقہ امت میں پیدا ہو جائیں، اس کی سعی کریں۔

اور رجب

ایشان و قربانی کی مشعل جلائیں اور اسلام کے لئے تن من دھن قربان کرنے کا حوصلہ پیدا کریں۔ رہ گیا معراج تو یہ بتائیں گے کہ حضور علیہ السلام وہاں سو رہے تھے کہ فرشتوں نے آکر آپ کو غایت درجہ احترام سے اٹھایا۔ براق نامی سواری پیش کی، یوں آپ کا استقبال بیت المقدس میں ہوا اور یوں ہر ہر آسمان پر ہوا۔ لیکن یہ نہیں بتائیں گے کہ اس سفر مقدس میں اس عہد کامل کی اپنے خالق و مالک سے کیا گفتگو ہوئی۔ اسے جو براہ راست ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تو اس میں کلام کیا تھا؟ باتیں کیا تھیں، کیا کیا دیا اور واپسی ہوئی تو کن پیغامات اور سچائیوں کے ساتھ؟

معراج میں باہمی مکالمہ

پہلے اشارہ کر چکا ہوں کہ حضور علیہ السلام نے انہیات بندہ والصلوات والطیبات کی شکل میں اپنی عاجزی و نیاز مندی اور عبادت و بندگی کا ہدیہ اس شاہنشاہ حقیقی، اس مالک الملک اور اس خالق کائنات کے حضور پیش کیا۔ آپ بندے تھے، آپ عبد کامل تھے۔ ایک بندے کی حقیقی تعریف اور اس کی عظمت

کا اندازہ اس کے احساس بندگی سے ہی ہو سکتا ہے، حضور علیہ السلام اپنے مقام سے واقف تھے انہیں احساس تھا کہ میں کون ہوں؟ اسی لئے تو وہ کبھی کبھار نہیں اکثر و بیشتر اپنے اللہ کے حضور اضطراب و بے چینی کے عالم میں عرض کرتے :-

”اے میرے مالک و خالق!

مجھے احساس ہے کہ میں

حق بندگی ادا نہ کر سکا۔

اور تجھے صحیح معنوں میں

پہچان نہ سکا۔“

جس رسول رحمت کے قیام کا یہ حال ہو کہ پنڈلیاں سوج جاتیں، کئی کئی طویل سورتیں ایک ایک رکعت میں پڑھی جاتیں اور اسی تناسب سے رکوع اور سجد ہوں اس کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے اللہ کے حضور اس طرح اپنے عجز کا اعتراف کرتا ہے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔۔۔۔۔ بہر حال اس خاتم النبیین والمعصومین نے معراج کے سفر میں اپنے رب کے حضور نذرانہ عبودیت پیش کیا جس کے جواب میں شہنشاہ حقیقی عزّاسمہ نے اسے سلامتی سے نوازا اور اس کے ساتھ اس کی امت کو اس سعادت سے بہرہ ور کیا۔

اور واپسی پر تین باتیں

پھر جب واپسی ہوئی تو وہ تین باتیں لے کر آئے۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ اللہ رب العزت نے ہر اس شخص کی بخشش کا وعدہ کیا جس کا دامن شرک کی آلودگی سے پاک ہو۔ قرآن عزیز نے شرک کو نجس و ناپاک کہا۔۔۔۔۔ انتہا المشرکون نجس (سورہ توبہ) اس کے لئے عدم بخشش کا واضح اعلان کیا۔۔۔۔۔ ان الله لا یغفر ان یشرک بہ (النساء) یہی بات معراج میں ہوئی، پوری وضاحت اور تفصیل کے ساتھ۔ شاید کوئی اس بدترین گناہ کا مجرم کسی دھوکہ کا شکار ہو، سب کے لئے بخشش کی امید ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے نہیں کوئی غیرت مند اپنا شریک اور साथی گوارا نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ تو حضور علیہ السلام کے بقول سب سے زیادہ غیرت والے ہیں، بلکہ غیرت کے مالک ہیں، خالق ہیں وہ ایسے مجرم کو کیسے برداشت کریں؟ ہر نوع کی نافرمانی پر بخشش کی امید رہنی چاہئے لیکن اس شخص کے لئے امید کا تصور ہی غلط ہے۔ اس کا ٹھکانہ بہر طور جہنم ہے، ابدی اور دائمی جہنم۔ جہاں اس کا چمچا گل گل کر اور

سڑ سڑ کر دوبارہ پیدا ہوگا اور
جلے گا کامیوت فیہا دلا
بیجی (الاعلیٰ) نہ انسان کو دیا
موت آئے گی نہ زندگی کا مزہ
ہوگا۔ دنیا میں انسان
جب حالات سے پریشان ہوتا ہے
تو خودکشی کر کے اپنی رگ حیات
کاٹ لیتا ہے لیکن وہاں تو ایسا
بھی نہ ہوگا۔ سراسر دکھوں بھری
زندگی ہوگی۔ یہ قبر پرستی، تعزیر پرستی
اکابر پرستی، یہ سب وہ جرائم
ہیں جن کا انجام کرنے والوں
کو شاید معلوم نہیں اور یا پھر
وہ اندھے بنے بیٹھے ہیں۔
رب العزت اپنے کرم بے پایاں
سے اس مصیبت سے نجات دے۔

نوائیم سورۃ بقرہ

اور دوسری بات جو معراج
سے داپسی پر ملی وہ سورۃ بقرہ
کی آخری دو آیتیں ہیں۔ ایک
آیت بنیادی عقائد کے سلسلہ میں
منایت جامع ہے جس میں فرمایا
کہ نبی سب سے پہلے خود اس
دعویٰ پر ایمان لاتا ہے جو اللہ کی
طرت سے اس پر آتی ہے۔ پھر
باقی لوگ، سعادت مند اور خوش
قسمت افراد اللہ پر، اس کے
فرشتوں پر، اس کی کتابوں، اس
کے تمام رسولوں پر۔۔۔۔۔ اس
طرح کہ ان میں تفریق نہیں کرتے

اور ایمان لا کر عرض کرتے ہیں کہ
اے ہمارے مالک! ہم نے تیری
باتیں سنیں بقدر ہمت و استطاعت
تابعی کی، ہماری کوتاہیوں کو
معاف فرما دے اور گناہوں کو
اپنی رحمت سے دھو دے کہ آخری
ٹھکانہ تو تیرے ہی پاس ہے۔
اور دوسری آیت ہے تو اس میں
دعائیں سکھائیں جن سے عبدیت
و بندگی کا زبردست ظہور ہوتا
ہے۔ اے ہمارے رب!
بمحمل چوک پر ہمارا مواخذہ نہ
کرنا، اور ایسے بوجھ سے ہمیں
بچانا جس کو اٹھانے کی ہم میں
سکت و ہمت نہیں، ہمیں معاف
کر دینا، بخش دینا، ہم پر رحم
فرمانا تو ہی ہمارا مولا، دستگیر،
دانا اور کارساز ہے، کافروں
کے مقابلہ میں ہمیں اپنی رحمت اور
مدد سے نوازنا۔ (مفہوم آیت)

الصلاة

تیسری بات الصلاة (غز)
تھی جو ابتدا میں پچاس تھیں۔
پھر پانچ رہ گئیں وہی صلاة
جس کا قرآن میں بار بار ذکر ہے
جس کا مواخذہ قیامت میں سب
سے پہلے ہوگا۔ جو نبی کی آنکھوں
کی ٹھنڈک ہے، جو مسلمان کے لئے
معراج ہے، جو دین کا بنیادی
ستون ہے۔ جس کی تعلیق نبی

علیہ السلام نے آخری وقت میں
بار بار کی۔ جس کے لئے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو
لکھا کہ میرے نزدیک سب سے
اہم معاملہ نماز کا ہے جسے اس
کی فکر نہیں اے گویا کسی چیز
کی فکر نہیں۔ جس کے لئے حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر! ہمارے
امیر و امام اسی لئے ہوں گے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انہیں امام صلاۃ بنایا۔

پیر افسوس

آج معراج کے نام سے جلے
تو ہیں، واقعاتی تقریریں ہیں، چہک
چہک کر، لیکن توحید و شرک کا
خیال نہیں، پوری قوم ہوس کے
بتوں کا شکار ہے۔ مساجد خالی
ہیں، مزارات پر بھیڑ ہے، تعزیر
پر بھیڑ ہے، مزارات پر منتیں مانی
جا رہی ہیں، اللہ کے دروازے پر
آنے والے قلیل اور محدود ہیں،
نماز کا نام نہیں، راعی سے لے
کر رعایا تک، عالم سے جاہل تک،
پیر سے مرید تک سب اس بنیادی
اور حقیقی فرض سے محروم ہیں۔
پڑھتے نہیں، پڑھتے ہیں تو وقت کا
محاذ نہیں، جماعت کی فکر نہیں، گھر
میں پڑھ لی، دکان پر پڑھ لی، کہیں
پڑھ لی۔ یہ سب باتیں غلط ہیں، اس
فرض کو فرض جانیں یہ اہم ترین فرض ہے۔

حضرت مولانا حافظ ریاض احمد اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

اولیاء و انبیاء کرام کے انتقال کے بعد ان کا وسیلہ

اَرْجُو لِلْاَجَابَتِ اور مُفید تر ہے حضرت مدنی

وسیلہ اور استشفاع میں دیوبندی مسلک
اسلامی فقہ کے زیر عنوان ۵۰ باب
۱۹۹۱ء کی اشاعت میں وسیلہ کے مسئلہ
اور مسئلہ استشفاع (حضور علیہ السلام کے
روضہ مطہرہ پر حاضری کے وقت اپنی شفاعت
کے لئے درخواست کرنا) سے متعلق بڑے
ادب و احترام کے ساتھ مسلک اہل سنت
(دیوبندی علماء و اکابر کا مسلک) کسی
سائل کے جواب میں عرض کیا گیا تھا۔
جس میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ راولپنڈی
اور علاقہ چیمچہ کے نامور عالم دین استاذ
العلماء شیخ القرآن مولانا مولوی غلام اللہ
مظہم کی تصنیف تفسیر جواہر القرآن چاہے
ع ۶ کی تفسیر میں جو مسلک دوبارہ وسیلہ
و مسئلہ استشفاع درج ہے۔ وہ اکابر
علماء دیوبند کے مسلک کے خلاف ہے
اس پر ان کے شاگرد رشید بانشا گردان
رشید محمد صابر عبدالسلام کی طرف سے
دفاعی تعاقب بندہ کے نام آیا۔ جس کا
جواب براہ راست انہیں دینے کی بجائے
اسلامی فقہ کے زیر عنوان شائع کرنا مناسب
سمجھا گیا کہ افادہ عام ہو اور جو لوگ
حضرت شیخ القرآن کی سختی یا تشدد کی بناء
پر اکابر دیوبند کو مطمئن قرار دیتے ہیں،

وہ اپنے اس فعل سے بچ سکیں۔ جناب
علامہ محمد صابر عبدالسلام نے جو بندہ پر ذاتی
قسم کی طعن و تشنیع اور طنز کی بمبارڈ منٹ
کی ہے وہ بندہ نے انہیں محض اللہ
اور فی اللہ معاف کر کے فَقَدْ اسْتَغْفَرَ
الْاَیْمَانِ کی سند اپنے رب تعالیٰ سے
حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اَلَا تَسْمَعُ
یَنْقَبِلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّعِبِیْنَ۔ ان کے سوالات
جن کا جواب دیا گیا ہے بس یہی ہیں کہ
توسل بالذات جائز نہیں، حضور علیہ السلام
کے روضہ مطہرہ پر حاضری کے وقت
اپنی شفاعت کی درخواست کرنا ناجائز
ہے دعائیں بحق فلاں کنا مکروہ تحریمی ہے
اولیاء کرام سنتے نہیں وغیرہ وغیرہ۔ باقی سب
میری رگڑائی ہے، اس کو شائع کرنے کی
قطعاً ضرورت نہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا
لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرا واسطہ پڑھے لکھے
اور سمجھدار بقول ان کے ”ادنیٰ شاگردوں“
اور بقول میرے اعلیٰ شاگردوں سے پڑا
ہے۔ اس سلسلے میں ایک اور صاحب
نے بھی خط لکھا ہے لیکن وہ تو بس
ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ہی ہے اور
جواب کے قابل ہی نہیں۔ بندہ حیران
ہے کہ طبقہ علماء و طلباء اسلام سے

تعلق رکھنے والے بھی اس طرح بولتے
لکھتے ہیں۔ اَلَا تَسْمَعُ وَحْدَیْ رَیِّ اللّٰہِ
بہر حال علامہ محمد صابر عبدالسلام کا مضمون
بھی طعن و تشنیع اور طنز سے خالی نہیں
لیکن الحمد للہ کوئی گندی بات اس میں
نہیں لکھی گئی۔ فجز اھم اللہ احسن الجزاء۔
احقر الانام حافظ ریاض احمد اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
۸۰-۳-۱۵

نوٹ: اس امر کا خاص خیال رکھا
جائے کہ سوال بھیجئے والے اپنا پوسٹل
اڈریس رخط و کتابت کا پتہ (مکمل لکھا کریں۔
ورنہ جواب نہ جانے کی صورت میں شکایت
نہ کریں۔ ایک صاحب اپنا پتہ محمد فاروق
آف چکوال لکھتے ہیں اور ان اپنا پتہ
لکھتے رہتے ہیں پورا پتہ کبھی نہیں لکھتے۔
معلوم ہوتا ہے جلی کام کرتے ہیں۔ ان
کے لٹافہ پر دونوں جگہ راولپنڈی کی مہر
ہوتی ہے۔ ایسے خطوط ردی کی ٹوکری
میں ڈال دئے جاتے ہیں۔

بخدمت جناب علامہ محمد صابر و علامہ
عبدالسلام صاحبان زید مجدہ کا و علیکم السلام
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے مزاج بخیر
ہوگا آپ کی طرف سے جناب رطلی صاحب

دفتر جنگ میں تشریف لائے۔ اچانک ملاقات پر انہوں نے فرمایا کہ وہ شوٹنگ صاحب کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ وہ رات کو تشریف لائے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یہ مضمون بند ان تک پہنچانے کا بندوبست کر دے گا۔ نو انہوں نے بخوشی مجھے عطا فرما دیا۔ بندہ نے جب اسے دیکھا تو جناب درانی صاحب سے عرض کیا۔ یہ مضمون اور خط کس کے نام ہے۔ اس کا تعلق شورش ملک سے نہیں ہے۔ اور خود غلامہ صاحبان نے بھی اس میں اس بندہ نالائق کو خطاب فرما کر عزت بخشی ہے۔ نو انہوں نے فرمایا اچھا پھر ٹھیک ہے۔

جناب کا گرامی نامہ مع مضمون کے بڑے غور سے پڑھا اور اس پر اللہ العظیم بہت خوش ہوئی کہ اس دور میں جی ایس اعلیٰ شاگرد موجود ہیں جو اپنے لئے لفظ ادنیٰ شاگرد استعمال کر کے اپنے استاذ المکرم کے دفاع کے لئے سببہ سپر ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسی طرح قائم رکھے اور خدا نہ کرے کہ آپ پر کوئی ایسا سیاہ بختی کا دور آئے کہ اپنے محسن و مربی اور استاذ مکرم کی طرف سے دفاع میں کمزوری دکھائیں و تفکیم اللہ العظیم۔ بندہ ہی چاہتا تھا کہ شاگردان باصفا پر اپنے استاذ کا دفاع لازم ہے اور اسی دفاع کی توقع بندہ کو حضرت اقدس استاذ العلماء والطلباء شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان

دامت برکاتہا وعلیہا وسلم ودرجہ مجیدی ذات والا صفات سے بھی ہے۔ حضرت اقدس کی تفسیر جواہر القرآن کو آپ کی ہمنوائی میں بھی مایہ ناز ہی سمجھنا ہے ان میں غیر کے مسلک کا تحفظ تو ہے لیکن اپنے استاذ کرام کا کوئی تحفظ یا دفاع نہیں فرمایا گیا۔ حضرت مظلہ نے توسل باللذات کی نفی فرمائی ہے۔ دنیا سے انتقال کر جانے والے کو وسیلہ بنانے سے منع فرمایا ہے حضور علیہ السلام کے روضہ اطہر پر شفاعت کی درخواست کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور بحق فلاں کہنے کو مکروہ تحریمی فرمایا ہے۔ حالانکہ کل آپ کی طرح ان کا فرض تھا کہ وہ اپنے استاذ کرام اور استاذ الاساتذہ حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت قاسم العلوم مولانا محمد قاسم نانوتوی اور دیگر اکابر دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دفاع فرمائے۔ آپ کے ذہن میں یہ بات رہی چاہئے کہ بندہ نے اپنے مضمون میں ہدایہ کی عبارت کہ اللہ تعالیٰ سے بحق فلاں کہہ کر دعا نہیں مانگنی چاہئے، بھی نقل کر کے آپ کے استاذ مکرم اور اپنے واجب الاحترام حضرت شیخ القرآن کے اس قول کی کہ بحق فلاں کہہ کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے کو مؤید کہا ہے اور اکابر دیوبند کے کلام میں جن جن شجرات طیبہ میں بحق مقتدلے مقتدایان آیا ہے میں یوں تطبیق دی ہے کہ تعارض نہ رہے۔ عربی زبان میں جس حق کو مکروہ قرار دیا گیا، اس کے

معنی استحقاق یعنی CLAIM AS DNE RIGHT کے ہیں اور اردو فارسی میں لفظ حق بمعنی واسطہ، وسیلہ ذریعہ اور طفیل بھی مستقل ہے۔ عرض ہے تو صرف یہ ہے کہ آپ نے اپنے استاذ مکرم کا دفاع کر کے حق ادا کر دیا لیکن یہ حق آپ کے استاذ مکرم حضرت شیخ القرآن مظلہ پر بھی اسی طرح عائد ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنے استاذ کا دفاع فرمائیں۔ بندہ کے ساتھ شیعہ، غیر مقلد، بریلوی اور دوسرے فریہست بھی اخباری لائق کے سبب ملتے جلتے رہتے ہیں اور بندہ ہمیشہ اکابر دیوبند کی ہی "از خود زنجانی" کرتا رہتا ہے لیکن یہاں پر اگر بندہ بے حد مجبور ہو جاتا ہے جب وہ یہ پیش کرتے ہیں جو حضرت شیخ القرآن نے پشہ کی آیت وسیلہ کی تفسیر میں مسلک تحریر فرمایا ہے۔ اس مسلک کا اکابر دیوبند مثلاً حضرت نانوتوی اور حضرت گنگوہی رحمہما اللہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ قادیانی شیعہ ملاحظہ ہو، بحق فلاں کہنا درست ہے (ص ۸۲ اول) بتائیے کیا مکروہ تحریمی کہنے (جواہر القرآن صفحہ ۶۷) میں اور درست ہے "میں کوئی فرق نہیں کیا مکروہ تحریمی درست کو کہتے ہیں، بس اس کی توضیح اور دونوں متضاد باتوں میں تطبیق ہونا لازم تھی اور یہ تطبیق اب بھی ضمیمہ شائع کر کے قرآن مجید کے ساتھ لگائی جاسکتی ہے اور آئندہ طباعت میں حاشیہ میں شائع کی جاسکتی ہے۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ پھر اپنے اکابر کا یہ اسی طرح کا

دفاع ہے جس طرح آپ نے اپنے بڑے اور استاذ مکرم کا کیا ہے حضرت گنگوہی استاذ ہیں حضرت سلطان المودین مولانا حسین علی کے اور وہ استاذ ہیں حضرت شیخ القرآن کے اور حضرت شیخ القرآن استاذ ہیں آپ کے۔ یہی حال مسئلہ استشفاع کا ہے۔ زبدۃ المناسک حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے، اسے ملاحظہ فرمائیں۔ اور پھر حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی نقش حیات حصہ اول ص ۱۱۱ اور الشباب الناقب مصنفہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ فرمائیں "وہابیہ توسل بالانبياء والاولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بعد الوفات ممنوع اور حرام قرار دیتے ہیں یہ حضرات (اکابر دیوبند) اس کو نہ صرف جائز بلکہ ارجمی لاجبات اور مفید قرار دیتے ہیں۔ شجرات حضرات جنت رحمہم اللہ تعالیٰ اور آداب زیارت وادعیہ مدینہ منورہ اس پر شاید عدل ہیں۔ جو کہ حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہم کی متعدد تصانیف میں شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا محمد صابر و مولانا عبدالسلام صاحب دامت برکاتہما! کیا تطبیق ہے اس عبارت میں جو حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان میں اور تفسیر جواہر القرآن کے مصنف، حضرت شیخ القرآن (جن کے ادنیٰ شاگرد ہونے پر آپ کو فخر ہے) کے اس کلام میں کہ "اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک

آپ نے اپنے گرامی نامہ میں زبدۃ المناسک حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے کہ نہ صرف یہ کہ حضور علیہ السلام سے شفاعت کی درخواست کرے بلکہ شیعین کریمین رضی اللہ عنہما کو سلام کے بعد بھی یہ عرض کرے کہ آپ میری حضور علیہ السلام کے پاس شفاعت کی درخواست کی منظوری کی سفارش کریں۔ آپ یہ فیصلہ فرمائیں کہ کس بات کو صحیح سمجھا جائے۔ جواہر القرآن کی اس عبارت کو جواہر القرآن

کے عالی قدر لکھنے والے کے دادا استاذ اور اکابر دیوبند کے امام کو جسے محدث اور عارف کامل ہونے کے ساتھ فقیہ نفس بھی سمجھا جاتا ہے۔ حضرت شیخ القرآن نے توسل کا انکار فرما دیا ہے اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "شجرہ پڑھنا درست ہے کیونکہ اس میں توسل اولیاء کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اس کا کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۱ اول) کیا یہ اوقات اور ذوات سے توسل نہیں۔ حضرت شیخ القرآن کا مسلک تو آپ پر اس لئے واضح ہی ہوگا کہ آپ ان کے بقول خویش ادنیٰ لیکن میرے بھائی کے مطابق اعلیٰ شاگرد ہیں۔ لیکن حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ "اولیاء کرام بھی حکم شہداء ہیں اور بقول اخیاء عند رتہ کے ہیں۔ اور سوال قبر ہونا بندہ کو معلوم نہیں مگر ہاں حدیث میں آیا ہے کہ شہید کو عذاب قبر سے امن دی جاتی ہے اور یہ فضیلت اولیاء عظام کے واسطے بھی ہے (ص ۱۱۱ اول فتاویٰ رشیدیہ) آپ نے ضمناً سماع موتی کا اشارہ بھی فرمایا ہے۔ آپ کا مسلک تو واضح طور پر عدم کا ہے لیکن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ قادیانی رشیدیہ میں لکھتے ہیں کہ "یہ مسئلہ عند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف فیہا ہے اس کا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا



اسے آخر میں کسی دوسرے سبب سے مکروہ بھی فرمایا ہے اب آپ فرما دیں کہ یہاں لفظ مکروہ کو مطلق لکھا ہے اور تحریمی یا تنزیہی کی کوئی قید نہیں لگائی۔ مولانا کے اس فتویٰ کو آپ کے خیال میں مکروہ تحریمی ہی کہنا چاہئے۔ جیسا کہ آپ نے قاعدہ کلیہ تحریر فرمایا ہے کہ مطلق مکروہ فی الحقیقت مکروہ تحریمی ہی ہوتا ہے۔ تو ارشاد فرمایا جائے کہ کیا مکروہ تحریمی جائز بھی ہے؟ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۷۸ ملاحظہ ہو) یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے، مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ، میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے۔ ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں، یا اس خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرما دے یا معصیت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں اور بخیال عالم الغیب اور فریاد رس ہونے کے شرک ہیں اور مجامع میں منع ہیں کہ عوام کے عقیدہ کو فاسد کرتے ہیں لہذا مکروہ ہوں گے (ص ۱۷۸)۔

درا سوچئے آپ اکثر کو حکم

کل کا دینے کے عادی ہو چکے ہیں۔ حضرت اس کا تو خیال رکھا کیجئے۔
 کیا کوئی مکروہ تحریمی محبت کے سبب یا خلوت ہونے کے سبب جائز ہو سکتا ہے۔ میرے خیال میں مطلق مکروہ کے معاملہ میں میری عرضداشت کو پسند خاطر فرمائیں گے۔ سماع موتی کے بارے میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک

اور فتویٰ قادسیٰ رشیدیہ حصہ دوم میں ملاحظہ ہو مسئلہ سماع میں خفیہ باب مختلف ہیں اور سے ہر دو مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ پس تلقین اسی پر مبنی ہے کیونکہ اول زمانہ قریب ہن کے بہت سی روایات اثبات سماع کرتی ہیں اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس باب میں کچھ مخصوص نہیں اور روایات جو کچھ امام صاحب سے آئی ہیں شاذ ہیں ضرور (اب آپ ہی اندازہ فرمائیے آپ نے کیا مفہوم لیا ہے اور آپ کے پردادا اسناد ہن کے شاگردوں اور مریدوں میں حضرت ربی، حضرت مفتی کفایت اللہ، حضرت شیخ الہند، حضرت مولانا النور شاہ، حضرت مولانا خلیل احمد، حضرت رائے پوری، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا حسین علی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم بھی ملے ہیں، کیا فتویٰ دیتے ہیں آپ اور بے حضرت شیخ القرآن مظلوم کے ادنیٰ فی اعلیٰ شاگرد علامہ محمد صابر، علامہ اسلام (یا صرف محمد صابر عبد السلام) کیا گوہر افشان فراتے ہیں۔ اور پھر یہ ہے کہ سارا کلام طرز، تشیع لعن سے بھر پور ہونے کے باوجود اکابر دیوبند کے نام کے لوگوں سے اس کے تحفظ کے لئے مدارس، عہد اور ادارے قائم کرنے کی غرض سے چندے وصول کئے جاتے ہیں کو رہبرے میں رکھنا کہاں کا انصاف ہے میں چندہ اکٹھا کرنا اور اندرون

ملک اور بیرون ملک دیوبند جیسے پیش
اکابر کے نام سے مال وصول کر کے ان
کے مسلک کو سبوتاژ کر کے دہابیت
کا پرچار کرنا کہاں کی دیوبندیت اور کس
مسلک کا تحفظ ہے ؟ خدا را دیوبند کا
صحیح مسلک لوگوں تک پہنچانے میں میری
مداد فرمائیے کہ دیوبندیت اور حقیقت
میں سرمؤلفات نہیں۔ بار بار علامہ
آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ دینا اس
وقت تو قابل قبول ہے جس وقت اکابر
دیوبند بھی مؤید ہوں ورنہ بندہ کے
 نزدیک تو احناف میں ابن تیمیہ علامہ
آلوسی ہیں اور حنبلیہ میں علامہ آلوسی ابن تیمیہ
نفعیہما رحمۃ اللہ وغیرہ۔

اور عرضِ خاص یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے بھی وسیلہ واسطہ ذریعہ کو اختیار فرما کر اپنا کلام مجید ہم تک پہنچایا۔ حضور علیہ السلام، جبریل امین اور قلب محمدی کو باوجود قدرتِ کاملہ کے ہم انسانوں کے لئے وسیلہ بنایا۔ بلکہ آپ کو علومِ اسلامیہ دینے کا وسیلہ آپ کے استناذِ مکرم کو اور ان کا وسیلہ ان کے استناذِ مکرم کو آخر تک۔ کیا یہ سب ذریعہ اور وسیلہ نہیں؟ کن فیکون دے نے بھی والدین کو اولاد کا وسیلہ بنایا۔ خوا کے لئے آدم کی پسلی وسیلہ بنی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مریم علیہا السلام اور نغمہ روح وسیلہ بنی۔ آدم کے لئے گندھی ہوئی مٹی وسیلہ بنی۔ وسیلہ سے کوئی نہیں بھاگ سکتا۔ اور یہ پڑھے لکھے کی طرف

سے بہت عجیب ہے کہ فزون مشنود لما بالآخر
میں اس کا وجود ثابت کر دے کسی شے
کا عدم ثبوت اس کے عدم کو مستلزم
نہیں۔ علامہ محمد صابر عبدالسلام کا عدم
ثبوت زمانہ مشنود لما بالآخر میں یقینی
ہے لیکن یہ عدم ثبوت ان کے عدم
کو مستلزم نہیں۔ گناہی معاف۔ آپ
وفات کے بعد نوسل کے قائل نہیں اور
مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
"مزارات اولیاء کرام سے کاملین کو فیض
ہوتا ہے۔ مگر عوام کو اس کی اجازت
دینی ہرگز جائز نہیں اور تحصیل فیض کا کوئی
طریقہ خاص نہیں ہے جب جانے والا
اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حب
استعداد فیضان ہوتا ہے۔ مگر عوام
میں ان امور کا بیان کرنا کفر و شرک کا
دروازہ کھولتا ہے" (صلۃ قادری رشیدیہ
حصہ سوم) اولیاء کرام کے مزارات سے
فیض کاملین کو ہونا تو منفر ہے باقی
عوام کو فساد عقیدہ کے سبب اس
سے بچایا جانا دیگر امر ہے۔ اور ملاحظہ
ہوئے بعض بعض صوفی قبور اولیاء پر تہنید
بیٹھتے ہیں اور سورۃ الم نشرح پڑھتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ کھلتا ہے۔
اور ہم کو بزرگوں سے فیض ہوتا ہے۔
اس بات کی کچھ اصل بھی ہے یا نہیں۔
الجواب۔ اس کی بھی اصل ہے اس میں
بھی کوئی حرج نہیں اگر یہ نیت خیر ہے۔
(صلۃ قادری رشیدیہ حصہ اول)
ایک ایسے ہی غالی توحیدی نے
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

سے سوال کیا کہ قبورِ انبیاء و علماء کے پاس دعا کرنا اور ان سے شفاعت کی درخواست کرنا حرام ہے۔ اگر جائز ہو تو قرونِ مشہود لہما بالغیر میں کسی صحابیؓ، تابعیؓ اور ائمہ میں سے کوئی تو نقل کرتا۔ (و یف: یکون دعاء الموتی والدعاء عند قبرہم والاشتقاق بہم مشروعاً وعللاً صالحاً و تصرف عند القرون الثلاثة المفضلة بنص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یفوز بہ الخوف الذین یقولون ما لا یفعلون و یفعلون ما لا یتصورون و ایضاً کذا لک التابعون کان عندہم من قبور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالابصار عدد کثیر فما استغاثوا بقبر احد منهم ولا دعواہ ولا دعوا عنده ولا استشفوا بہ ولو کان ذالک منهم لنقد فیکون ذلک فضلاً حرمة خیر القرون وجعلوہ و ظفر بہ الخلون و علموہ۔ اور قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں و دعا آئنا خواستن حرام است الجواب: اس مسئلہ کی پہلے تحریرات ہو چکی ہیں کہ ماتہ مسائل العربین مسائل مولانا محمد الحق مرحوم دہلوی کو دیکھئے۔ چونکہ اب بندہ سے سوال کیا گیا ہے تو جواب محضاً لکھنا ضرور ہوا۔ استغاثت کے تین معنی ہیں۔ ایک یہ کہ حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ بجزمت فلاں میرا کام کرے۔ یہ بالاتفاق جائز ہے خواہ عند القبر ہو خواہ دوسری جگہ اس میں کسی کو کلام نہیں

دوسرے یہ کہ صاحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کے یا قبر سے دُور کہے اور بعض روایات میں جو آیا ہے۔ عینونی عباد اللہ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں۔ ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے تو وہ اس باب سے نہیں ہے۔ اس سے محبت جواز پر لانا جہل ہے معنی حدیث سے۔ تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں اتم میرے لئے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے۔ اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ مجوز سماع موٹی اس کے جواز کے مقرر ہیں اور مانعین سماع موٹی منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے اس کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہاء نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے۔ پس جواز کے واسطے یہ کافی ہے۔ اور قاضی صاحب نے منع لکھا ہے وہ دوسری نوع کی استغاثات ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ مسئلہ مخلوط ہو رہا ہے اور سماع موٹی کا مسئلہ بھی صحابہ کے وقت سے مختلف فیہ ہے معینذا سلام کرنے کو کوئی منع نہیں کرتا بہر حال مسئلہ مختلف ہے اس میں بحث مناسب نہیں۔ (۸۷ تا ۸۹ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول)

اب علامہ محمد صابر صاحب و علامہ عبد السلام صاحب (اگر یہ دو شخصیتیں ہوں) کو چاہئے کہ اپنے استاذ مکرم حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مدظلہم کو حضرت قطب عالم، فقیہ النفس، شیخ البند مولانا محمود حسن، امام العصر مولانا محمد انور شاہ کاشمیری، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، سلطان الموحدين حضرت مولانا حسین علی ولی دوراں حضرت مولانا عبدالرحیم راجپوری اور دیگر اکابر دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے شیخ و مرشد اور استاذ اہل کے ارشادات کے محولہ بالا کے مطابق اپنی مایہ ناز تفسیر جواہر القرآن میں ترمیم کر لینے کا مشورہ دیں نہ طرز ہے، نہ تفسیر، نہ حجت بازی، نہ تنقیص شان اور نہ ہی بے عزتی۔ حضرت شیخ القرآن کا مدرسہ مشن اور ادارہ محض اکابر دیوبند کے نام پر معروف و مشہور اور لوگوں کی نظریں محبوب ہے۔ لوگ حضرت شیخ القرآن مدظلہم کی عزت، توقیر، احترام اور نقد ہدایا سے جو خدمت سرانجام دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد اکابر علماء دیوبند کی طرف ان کے انتساب کے سبب سے ہے یا پھر ایک دوسرا راستہ ہے اور وہ بڑے افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ علی الاعلان اکابر دیوبند سے اپنا رشتہ منقطع کر کے خطابہ کے اس گروہ سے ناظرہ جوڑنے کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔ جو فقہنا اربعہ کے بعد پانچویں مستقل امامت کے دعویدار

شیخ حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اگر اس نکتہ کو پسند نہ کریں تو سیدھے سادے آج کل کے اجماعیت حضرات کا مسلک اختیار کر لیا جائے تاکہ جناب مولانا بہادر بیگ صاحب کو اکیلا ہی اس میدان کا مدبر قرار نہ دیا جاسکے بلکہ کچھ اور واجب التعظیم بزرگ بھی ان کے ہم آہنگ سمجھے جائیں گے اور ہم بریلویوں، غیر مقلدوں، اجماعیت، پرہیزوں اور دوسرے گروہوں کو یہ بتلائے میں عار نہ سمجھیں کہ حضرت شیخ القرآن مدظلہم بہت بڑے عالم، عارف، قرآن دان، ماہر حدیث اور منطقی ہونے کے ساتھ ہر قسم کی تعریف کے مستحق ہیں لیکن اکابر دیوبند کے خدام یا ان کے ماننے والے دیوبندی نہیں بلکہ خالصہ موجد اور توحیدی ہیں۔ امید ہے میری گزارشات کے جواب میں مجھے گالیوں کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔ بلکہ میری گزارشات کو خیر خواہانہ قرار دے کر غور و فکر کیا جائے گا۔ مجھے حضرت شیخ القرآن مدظلہم سے تو ایسی امید ہے لیکن ان کے ادنیٰ اور اعلیٰ شاگردوں سے ایسی امید کم ہے لیکن لا تقف طوا من رحمۃ اللہ اور ولا تائبسوا من روح اللہ کے ارشادات باری تعالیٰ کی بنا پر ناامید نہیں ہوں۔ اور سچے دل سے خدا کو حاضر ناظر جان کر دعا کرتا ہوں کہ حضرت قطب عالم، استاذ الاسانہ شیخ دوراں فقیہ النفس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کے مطابق حضرت شیخ القرآن اپنی مصنفات

اور مؤلفات میں ترمیم فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس شکور ہوں۔ آمین ہجرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ شیخ العالم مولانا محمود حسن کا فتویٰ جو آپ نے بالفاظ الاستغاثۃ بالانبیاء والادویۃ مطلوبۃ لکنہا لم تشرع فی المواضع المذكورۃ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۷) اور زندگی میں دعا کرائی جاتی ہے۔ لیکن قبروں پر نہیں۔ یہ فتویٰ اجمالی ہے۔ اسی فتویٰ کی توضیح اسی فتویٰ کے نیچے وہی درج ہے جو بندہ نے شیخ العالم کے استاذ و مرشد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے اور اس پر حضرت قطب عالم اور استاذ و مرشد حضرت شیخ العالم نے یوں تحریر فرمایا ہے۔ غور سے پڑھیں، آپ تو ماشاء اللہ بنا ہیں، آنکھوں کی کمزوری اور نابینائی کا داغ تو بندہ گندہ پر ہے۔ بقول آپ کے بندہ تو کشف و مراقبہ کی دنیا میں رہ کر باتیں گھڑتا ہے لیکن آپ جیسا بے بدل ادنیٰ شاگرد (یعنی اعلیٰ شاگرد) یقیناً بدینتی تو نہیں کر سکتا، یہ تو صرف اپنے مطلب و دعا کو غیر مفید اور ضرر رسال سمجھ کر چشم پوشی، اغماض، سمو یا تسامح تو کر سکتا ہے۔ پڑھئے اور غور سے پڑھئے حضرت شیخ العالم ہی نہیں بلکہ حضرت استاذ الموحدين (آپ کے دادا) استاذ مولانا مولوی حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاذ قطب عالم، امام دیوبند، فقیہ النفس، سرپرست دارالعلوم دیوبند مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شیخ العالم کے دستخطوں اور عبداللہ بن میثم الحنفی

مفتی مکرمہ کی تحریر کو نا کافی اور اجمالی قرار دے کر مولانا محمد حسن میثمی کی تحریر جس میں محولہ بالا منوں صورتوں کی وضاحت ہے کے نیچے اپنے دستخط الجواب بهذا التفصیل صحیح لکھ کر بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ فرما کر مہر لگانے ہیں جناب مولانا محمد صابر و علامہ عبدالسلام صاحبان (اگر یہ دو شخصیتیں نہ ہوں تو ورنہ صرف وہی شخصیت مراد ہیں جو قصہ مسجد محبوب آباد میں اپنے استاذ مکرم حضرت شیخ القرآن مدظلہم کے خلاف باقاعدہ محاذ آرائی میں مصروف رہے ہیں اور یہ تو یونہی یاد دہانی کے لئے ذکر کر دیا کہ میرے ذہن میں ان کا یہ تعارف باوجود ضعیفی اور پیرانہ سالی کے محو نہیں ہوا۔ ورنہ بندہ کو اور کچھ بھی مقصود نہیں یہ تو صرف لتعارف و اقارب ہے) آپ تو مدرس ہیں۔ جب کوئی استاذ یا شیخ و مرشد تفصیلی فتویٰ پر کسی دوسرے مفتی کی رائے کے نیچے الجواب بهذا التفصیل صحیح لکھ کر دستخط کرے تو اس کی مراد یہی تو ہوتی ہے کہ ماقبل کی تحریریں کچھ ابہام، کچھ ابہام، کچھ اجمال، کچھ تسامح، کچھ غلطی، کچھ غلط فہمی یا کچھ مفاد پرستی شامل ہے۔ ورنہ اتنا کافی تھا کہ "الجواب صحیح" اس کے ساتھ بهذا التفصیل (اس تفصیل کے ساتھ جواب صحیح ہے) لکھنا یہود اور مہمل ہونا۔ حضرت قطب عالم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام دیوبندی اسی لئے تو دوسرے ان مقامات کے ساتھ ساتھ فقیہ النفس کا لقب بھی دیتے ہیں۔ دیوبند کے ساتھ انتساب رکھنے

اور دیوبندیت کے زجر جان ہونے کا دعویٰ رکھنے والوں کے لئے حضرت حکیم الامت، عظیم البرکت، مجدد الملت مولانا مولوی اشرف علی تھانوی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو کسی نے آپ سے وہی بات پوچھی تھی جس کا اظہار شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان مدظلہم و دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی تفسیر جواہر القرآن کے ط ۲۳ چاہیں حضور علیہ السلام کے ساتھ توسل کرنے کے عدم جواز پر بارش کے لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرنے کے صلے میں استدلال فرمایا ہے، کہ متعلق حضرت تھانوی فرماتے ہیں "توسل بالحق و بالمیت دونوں جائز ہیں اور یہاں جس نوع کا توسل تھا کہ حضرت عباس نے دعا کی اور اس دعا کو وسیلہ بنایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس لئے نہ ہو سکتا تھا کہ حضور سے دعا کرنا علم و اختیار سے خارج تھا، پس اس سے مطلق توسل بالمیت کا عدم جواز لازم نہیں آیا، باقی صحابہ سے خود ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ توسل کرنے کی تعلیم فرمائی چنانچہ اعمیٰ کا قصہ مشہور ہے (ص ۵۵، ۵۶ امداد الفتاویٰ) یہی خراب علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات کا ہے ہم دیوبندیوں کے لئے اکابر کی پیروی چاہئے یا پھر دیوبندیت چھوڑ کر اجمن آلوسیہ یا اجمن ابن قیم کی بارگاہ کر دیوبندیت کے خلاف کھل کر محاذ آرائی کو اپنانا کیا بہتر نہ ہوگا؟ شاید لوگ

دیوبندیت چھوڑ کر زیادہ خدمت کے مواقع مہیا کر سکیں۔ اس سلسلہ میں ایک قلمی فتویٰ جو دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی شیخ الادب والفقہ، استاذ العلماء اکامین حضرت مولانا محمد اعجاز علی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند سے کہ آپ کے شاگردوں میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مولانا غلام غوث، ہزاروی مدظلہ، مولانا غلام مرشد، مولانا عبدالرحمن کیسیپوری، مولانا عبدالرحمن عید گاہ شریف، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی مفتی اعظم پاکستان، مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہم جمیع جیسے یگانہ روزگار بھی شامل ہیں) کا آج سے پینتیس سال قبل یعنی ۱۳۶۵ھ کا بھی موجود ہے اور اس کی فوٹو سٹیٹ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان دامت برکاتہم العالیہ کو ۱۴۱۶ھ کو بذریعہ رجسٹری اسے ڈی بھیج دی گئی ہے، میں بھی وہی کچھ درج ہے جو بندہ کے مضمون ۵ مارج میں توسل بالاموات کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے۔ بندہ کا مقصود سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اکابر دیوبند توسل بالاموات اور استشفاق کے قائل ہیں اور ان اکابر کے ساتھ انتساب رکھنے والے کو اگر اختلاف ہو تو وہ دیوبندیت کی ٹھیکیداری سے دستبردار ہو جائے اور آزادانہ اکابر دیوبند کا نام لئے بغیر اپنا پروگرام چلائے لیکن غیروں میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے قطب عالم اور فقیہ النفس کو رسوا نہ کرے۔ حضرات گرامی قدر! محض جواب (باقی صفحہ ۱۸ پر)

ہندوستان میں تحریک آزادی اسلام کے عظیم سپہ سالار

چراغ ولی اللہی

شاہ محمد اسماعیل شہید

ہے اسوۂ اسلاف بہ انداز بہتاراں
کاٹے کبھی پتھروں میں چھوٹا نہیں کرتے

رازِ چھپا ہوا احمد شاہ مسیحی

تاریخ اور حدیث میں قابلیت پیدا کی۔ اکثر کتابیں اپنے چچا حضرت شاہ عبدالعزیز سے پڑھیں۔ ذہن کی تیزی اور یادداشت کا یہ حال تھا کہ کتاب کو ایک دفعہ پڑھتے ہی پورے پورے منضامین زبانی یاد ہو جاتے تھے۔

تعلیم کے دوران میں آپ نے مناسب وقت کھیل اور ورزش میں صرف کیا۔ گنگا، ٹپا، گھوڑے کی سواری تیر اندازی نشانہ بازی، سپر گری اور تیراکی میں مددِ رحہ کمال کو پہنچے۔ ایک دن آپ کے ہم سبقوں نے حضرت شاہ صاحب سے شکایت کی کہ میاں اسماعیل کتابوں کے پڑھنے میں پورا وقت نہیں دیتے، انہوں نے آپ سے پوچھا۔ اسماعیل کیا بات ہے۔ تم کھیل کود میں لگے رہتے ہو کتابوں کا مطالعہ نہیں کرتے۔ بولے چچا آتا۔ جو کچھ سب جماعت نے پڑھا ہے مجھ سے دریافت فرمائیں۔ شاہ صاحب نے چند سوالات کئے۔ آپ نے اس خوبی سے جوابات دیئے کہ سب ہم سبق حیران رہ گئے۔

گنگا اور ٹپا مرزا رحمت اللہ بیگ سے سیکھا۔ جن کی مہارت کا یہ حال تھا کہ شہزادے ان کی شاگردی کے خواہاں رہتے تھے۔ مکان کے قریب اکھاڑہ کھود رکھا تھا۔ جس میں مہینوں پہلوانی کی۔ پھر تیرنے کا شوق ہوا۔ اس میں اس قدر شغف بڑھا کہ تین تین دن تک دریا میں تیرنے کی مشق کرتے۔ دم بڑھاتے کے لئے کئی بار تیرتے ہوئے دہلی سے آگرہ تک گئے اور واپس آئے۔

علم لدنی

اتباع سنت، خلوص، راستی اور بے باکی آپ کی تحریر و تقریر کے جوہر تھے، تقریر مددِ رحہ اثر انگیز اور اللہ و رسول کی طرف رجوع کرنے والی تھی۔ بڑے بڑے علماء آپ کی تقریر پر حیران رہ جاتے تھے۔ قرآن و حدیث کے معارف اس خوبی کے ساتھ بیان

بہاد باللسان، جہاد بالقلم اور جہاد ولی اللہ بالسیف کا نمونہ اگر علمائے متاخرین میں میں دیکھنا چاہیں تو حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ پر نظر پڑتی ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْسَعَ الرَّحْمٰنِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ خبردار رہو۔ ادیباء اللہ پر نہ خوف طاری ہوتا ہے۔ اور نہ حزن و ملال۔ اس نوشتہ حقیقت کی روشنی میں حضرت شہید کے حالات زندگی پڑھنے سے معلوم ہے کہ وہ صف اول کے اولیاء اللہ ہیں سے تھے۔ اور ان کی زندگی اس آیت کی پوری پوری اتباع میں بسر ہوئی۔ تَدَاتِ صَلَاتِیْ وَ تَسْبَحُ تَحِیَّاتِ وَ تَمَآتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، فرما دیجئے۔ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔ مختصر الفاظ میں ان کی شخصیت کی جامع تعریف یہ ہے کہ وہ عالم باعملی تھے۔

امام العلماء سند المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے فرزند حضرت شاہ عبدالغنی

حضرت شاہ عبدالقادر حضرت شاہ عبدالعزیز اور حضرت شاہ رفیع الدین کی علمی خدمات اور اشاعتِ قرآن و حدیث کے احسان کا اعتراف جس قدر بھی کیا جائے کم سے۔ اسی برگزیدہ خانوادے میں تاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۹۹ھ کو اللہ پاک نے حضرت شاہ عبدالغنی کو ایک لڑکا عطا فرمایا جس کا نام محمد اسماعیل رکھا گیا

اس بچے نے بزرگوں کی دعاؤں کی برکتوں میں پرورش پائی اور بچپن ہی سے علم و تربیت اور تعلیم

عمل کی مجلسوں میں تربیت حاصل کی۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ گیارہ برس کی عمر تک عربی قواعد کی کتابیں پڑھ ڈالیں۔ فلسفہ کلام، منطق، معانی، ادب، ریاضی، جغرافیہ

الوسدۃ الاسلامیہ نامی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔ "کہ پہلے تو انہوں نے سورۃ الانبیاء کی اسی آیت کا ذکر کیا جو ہم نقل کر چکے ہیں کہ بعد فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام نے مسلمانوں کو جسد واحد سے تشبیہ دی۔ پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک کھڑے ہونے والے باہمی اختلافات اور نزاع و جھگڑا سے بڑھ کر کوئی چیز بغرض نہیں اگرچہ اختلافات عادی امور ہیں ہو (اس جملہ پر غور کریں)۔

فہم اور رائے میں اختلافات انسانی طبائع کا خاصہ ہے۔ اسی لئے لوگ ہمیشہ اختلاف و نزاع کا شکار رہتے ہیں الا وہ لوگ جنہیں اللہ رب العزت اپنے رحم و کرم سے اس سے بچا لے۔ وہ اختلافات اسلام میں نہایت مذہم و مردود ہے جس کا سبب تفرق و انتشار ہو (جماعت بندی، گروہ بندی کا جذبہ مکروہ) اسلاف گرامی اس سے ڈرتے اور گھبراتے تھے۔ عقائد اور اصول دین کے معاملہ میں انہوں نے تاویل کا راستہ بھی پسند نہیں کیا اور اس سے بھی احتراز کیا۔ وہ گیا اجتہاد تو تو اس کا تعلق عملی معاملات

(الوحدۃ الاسلامیہ)

بقیہ : ص ۱۸

برائے بحث رہا کوئی عقلمندی نہیں، اور آپ جیسے شاگردان باصفاء اور عالمائے بے بدل سے اس بندہ کو توقع بھی نہ تھی۔ بندہ کا خیال یہی ہے اور یہی تھا کہ آپ اور آپ کی جماعت اگرچہ متشدد ہے لیکن اہل حق سے وابستہ ہونے کے سبب حق قبول کرنے میں بھی پیش پیش ہے۔ اس لئے بندہ نے صرف اور صرف خیر خواہی کے جذبہ سے گزارشات کی ہیں کہ جو اہل القرآن کو مسلک حقہ اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی کا ترجمان بننا ہمارے لئے باعثِ صداقت ہوگا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات اب بھی حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نفوذات کی طرح اپنے نفوذات منوانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ نہ حال بندہ دھماکو

بقیہ : احادیث الرسول

مکروہے کر لئے اور آپس میں چھوٹ ڈال دی (اس اختلاف مذہم کا ناطک رچانے والوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارے پاس آکر (قیامت میں) تمام اختلافات کا فیصلہ ہو جائے گا، جب ہر ایک کو اس کے لئے کی جزا ملے گی" (عثمانی)

اندازہ کرنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت، ان کے پیغام اور ان کی بنیادی اصول تعلیم کے علی الرغم و برعکس جو لوگ اختلاف و تفریق اور چھوٹ کا باعث بنے۔ اللہ کے نزدیک یہ مقام ہے کہ انہیں مجرموں کے کھڑے میں کھڑا کر کے سرزنش کی جا رہی ہے بلکہ بعض دوسرے مقام پر ایسے لوگوں کے اس قسم کے اعمال کو اعمالِ شرک سے تعبیر کیا گیا ہے تو اگر کوئی شخص یا طبقہ ایک امت کے باوصف اور ایک نبی سے اپنی وابستگی کے باوصف اختلاف و تفریق کے بیج بوتا اور امت کو آپس میں مکروہے مکروہے کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا نامراد اور ذلت و خواری کا مستحق ہوگا۔

اس دورِ آخر کے ایک نابغہ اور عبقری حضرت العلام السید رشید رضا مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ

والسلام علیہ و آلہ و سلم

کی خدمت و جہنم کی مالک نے اپنے ذمہ لی ہوئی تھی۔

حریت ضمیر | آواز حق بلند کرنے میں آپ کے نزدیک عوام کی مخالفت اور خواص کی عظمت ایک جیسی ہے اثر تھی۔

ایک دفعہ بادشاہ اکبر شانی نے آپ کو قلعہ معلیٰ میں طلب کیا۔ آپ نے جواب بھیجا کہ اگر آپ یاد فرماتے ہیں تو مجھے ان قیود سے معاف رکھا جائے جو دربار کا خاصہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف ہیں۔ بادشاہ نے منظور کر لیا۔ آپ قشرف لے گئے۔ بادشاہ نے آپ کی تکریم کی اور آپ کے خاندان کی تعریف کی۔ پھر لوگوں کی شکایتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا۔ خدا بخواتین آپ کے خیالات ایسے ہو گئے ہوں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو ہیں آمیز خیالات کے اظہار کو برا نہ سمجھیں۔ یہ سن کر آپ نے کلمہ طیبہ پڑھا پھر حضور کے فضائل و مناقب اس ذوق کے ساتھ بیان کئے کہ بادشاہ آبدیدہ ہو گیا اور معذرت چاہی آپ نے دیکھا کہ بادشاہ نے سونے کے کڑے پہن رکھے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے لئے سونا پہننا حرام کیا ہے اور عذاب کا باعث بنایا ہے۔ بادشاہ نے کڑے اتار آپ کی نذر کر دیئے آپ نے لینے سے انکار فرمایا۔ کہا۔ یہ غریبوں کا حق ہے۔ انہیں دیے بیچے۔

دورِ ظلمت | آپ کا عہد سیاسی بد نظمی اور طوائف الملوکی کا تاریک ترین دور تھا۔ مغلیہ سلطنت کا زوال مکمل ہو چکا تھا۔ فرانسیسیوں۔ انگریزوں۔ مرہٹوں اور سکھوں نے تاخت و تاراج کے متعدد ہنگاموں کے بعد ملک کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ صوبہ پنجاب میں سکھوں کی سختیاں اس حد تک بڑھ چکی تھیں کہ انہوں نے افان اور نماز کو زبردستی بند کر دیا تھا۔ مساجد کی بے حرمتی عام تھی۔ جہانگیر کا مقبرہ اور شالامار باغ کو دیران کیا جا چکا تھا۔ ظلم و ستم کا دور دورہ تھا۔ مسلمانوں کی زندگی ہر وقت خطرے میں تھی۔

بے مثال مجاہد | حضرت شہید کو سکھوں کے مظالم کے کی جتھوں کے لئے بھیس بدل کر سکھوں کے مشہور مقامات سے گئے اور دو سال تک ان کی فوجی طاقت کی ہر قسم کی معلومات لینے کے بعد دہلی واپس آئے۔ اسی اثنا میں حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سکھوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ آپ

یادِ یارانِ رسول

شاعر اہلسنت مداح صحابہ حضرت سرشار کسمندوی رحمہ اللہ

بہار گلشن طبع کے منظر یاد آتے ہیں | گلستانِ خلافت کے گل تر یاد آتے ہیں
ہمیشہ جاں نثارانِ پیمبر یاد آتے ہیں | جو دنیا جگمگاتے تھے وہ گمراہ یاد آتے ہیں
چراغ و مسجدِ محراب و مبر یاد آتے ہیں | ابوبکر و عثمان و حیدر یاد آتے ہیں
زبیر و طلحہ و عباس و جعفر یاد آتے ہیں | وہ شیدائے نبی۔ اخلاص پیر یاد آتے ہیں
سر تسلیم خم تھے جن کے اندازِ نبوت پر | اوس دم بخود رہتے تھے آوازِ نبوت پر
ہماری جب نظر پڑتی ہے آغازِ نبوت پر | فداکاری کے وہ جذبات اکثر یاد آتے ہیں
زمین و آسمان کرو ملتے ہیں پئے حجت | مدینہ کا ارادہ کر کے چلتے ہیں پئے حجت
رسول اللہ مکہ سے نکلنے ہیں پئے حجت | رفاقت کئے صدیق اکبر یاد آتے ہیں
نہیں ملنے آس شام تنہائی نہیں ملے | شبِ ہجرت رفیق راہ پیمائی نہیں ملے
خدا ملتا ہے لیکن ایسے شیلی نہیں ملے | ہمیں حالاتِ غارتور اکثر یاد آتے ہیں
دعا کی نصرتیں شامل تھیں اقرارِ رسالت میں | ”م“ اس شان سے آتے ہیں برابر رسالت میں
ہزاروں بانگین تھے اس فداکارِ رسالت میں | وہ عالم یاد آتے ہیں وہ تیور یاد آتے ہیں
نظر انداز ہو سکتے نہیں غلاص کے رشتے | چھپائے سے کہیں چھپتے ہیں جن خلق کے جلوے؟
”م“ سبطین کو رب سوا ہر چیز دیتے تھے | محبت کے وہ افسانے برابر یاد آتے ہیں
نقوشِ معرفت بہ قلبِ مومن میں اُبھرتی ہیں | کمالِ صبر و استقلال کے جلوے نکھرتے ہیں
تلاوتِ حبِ کبھی ہم ”امہ“ بکفی کی کرتے ہیں | حیا گستر شہیدِ علم پرورد یاد آتے ہیں
نئے فننے کا دنیا میں کبھی شوبہ ہوتا ہے | نمایاں جب کسی فرقہ کے دل کا چور ہوتا ہے

لے نیکو جن جن اللہ تعالیٰ عنہما سبطا فرما رہے ہیں سرورہ بقول کے سوا ہر چیز دیتے تھے حضرت عثمان کا خون گرا۔

نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مجاہدین کا ایک بڑا لشکر تیار ہوا۔ مناسب سمجھا گیا کہ صوبہ سرحد میں پہنچ کر سکھوں پر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ مجاہدین سندھ کی طرف سے افغانستان کی حدود میں داخل ہوئے۔ کئی مقامات پر سکھوں کے لشکروں سے زبردست مقابلہ ہوا۔ جن میں سکھوں کو شکست ہوئی۔

شہادت | آخری معرکہ بالاکوٹ کے مقام پر پیش آیا۔ کہتے ہیں کہ اس معرکہ میں بعض مسلمانوں کی غدا سے مسلمانوں کو شکست ہوئی۔

۴ رمی ۸۴ مطابق ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ حضرت شاہ اسماعیل اسی معرکہ میں شہید ہوئے۔ بنا کر زندہ خوش رہے بخاک و خون غلطی کن خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

حق مہر کا مقصد

اسلام سے قبل خاوند کے گھر میں عورت کی حیثیت ایک ذلیل غلام کے برابر تھی۔ اسلام نے عورت کو ایک خصوصی مقام عطا کیا۔ میراث کے علاوہ خاوند کے ذمہ حسب حیثیت حق مہر کی ادائیگی بھی واجب فرما کر عورت کی قدر و منزلت کو بلند کر دیا گیا ہے۔ حق مہر کا ایک فائدہ یہ ہے کہ بعض اوقات جب خاوند ظلم کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور نہ تو طلاق دیتا ہے نہ ورنہ کپڑا۔ تو عورت اپنے وجود کو آزاد کرانے کے لیے حق مہر کا مال واپس کر کے خلع کے ذریعہ طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ کسی مصیبت یا سخت ضرورت میں جب اس کا کوئی معاون نہیں ہوتا تو وہ اپنے حق مہر سے اس ضرورت کو پورا کر سکتی ہے اور دوسرے کی احتیاج سے بچ جاتی ہے۔ حق مہر عورت کا خصوصی حق ہے جس کا ادا کرنا منہایت ضروری ہے۔ موت کے بعد اس سے میراث بھی جاری ہوگی۔ جس طرح خیرات و صدقات زکوٰۃ کا بدل نہیں ہو سکتے اسی طرح سے عورتوں کی محض رسمی طور پر عانت کرنا خلاف اسلام مذہب کی پیروی ہے جس سے یہ حقوق ادا نہیں ہوتے اور اس کا قیامت میں بھی سخت مواخذہ ہوگا۔ موجود دور کے تمام عائلی فتنے اور ازدواجی بد مزگیوں ان احکامِ شرعیہ کے خلاف درزی کا نتیجہ ہیں۔ (الواجز اسعدی)

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے

حضرت مجدد الف ثانی اور شان اصحاب رسول

مرتبہ: حافظ عبد المجید صاحب

قیمت: ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ رضوان محلہ عثمان آباد

چکوال ضلع جہلم

حافظ عبد المجید صاحب تعلیم

کے پیشہ سے فلسفہ ہیں۔ لکھنے کا

ستھرا ذوق اللہ رب العزت نے

انہیں عطا فرمایا ہے۔ خدا م الدین

میں کسی دور میں ان کے وسیع

مقالات پھیلنے رہے۔ بالخصوص

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے متعلق

ان کی تحریرات بڑی شستہ اور

شگفتہ ہوتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے

کہ صحابہ کرام کی محبت و عقیدت

سے انہیں بہرہ وافر عطا ہوا ہے

اور یہ کسی شخص کی خوش نصیبی ہے

کیونکہ اصحاب رسول سے محبت و

تعلق اللہ کے سپے رسول سے محبت

و تعلق کا ثمرہ ہے نزدقتنا اللہ تعالیٰ

دایا ہم

زیر تبصرہ کتاب ۲۵۱ صفحہ

پر مشتمل ہے۔ کاغذ اکتبت و طباعت

بڑے سقرے ہیں۔ کتاب کے مندرجات

اس کے نام سے ظاہر ہیں۔ الف ثانی

کے مجدد اور سرزمین ہند پر اللہ تعالیٰ

کی محبت باصرہ حضرت مجدد الف

ثانی قدس سرہ کے مکتوبات شریف

اور بعض دوسری تحریرات سے اس

گلدستہ کو حافظ صاحب نے بڑی

خوبصورتی سے مرتب کیا ہے۔ ۵۴

منہایت بیش قیمت عنوانات کے تحت

موصوف نے مجددی نگارشات کو

پیش کیا ہے اور اس طرح کہ

صحابہ کرام کے متعلق کوئی پہلو باقی

نہیں رہا۔ آج جب کہ

افراط و تفریط کی بجائی برادران

اہلسنت میں گھر کر چکی ہے اور

ایران کے شیعہ انقلاب کے سبب

سنیت کے سانچے خطرات / شکار

ہیں، ایسی کتابیں لائق صداقتا رہیں

ہیں۔ مرتب موصوف مستحق شکر ہیں

امید ہے کہ برادران اہلسنت تبلیغی

نقطہ نظر سے لکھی جانے والی اس

کتاب کا غیر مقدم کریں گے۔

زبدۃ الاحادیث

خط و کتابت

کرتے وقت اپنا خبریاری نمبر یا کھاتہ نمبر

ضرور لکھا کریں۔ (مینجر)

نظام عالم اسباب جب کمزور ہوتا ہے
نظر کے سامنے آج بھی آئینہ ہر منظر
گرے جبرق بن کر عظمت کسریٰ قیصر پر
مشیت کا کرم راہ عمل میں کار فرما تھا
کبھی جب کہ آجاتا ہے جنگ سیہ کا
شرف افزا بھی جن کی دفا چشمہ پیمبر میں
جو بیباکی سے گھوڑے ڈالیتے تھے سمند میں
جہادوں میں حکمتی تھی خدا کی تابش نصرت
جنہوں نے روم سے کی دور شرک و کفر کی ظلمت
عباد یا ریاضت کا اگر کچھ ذکر آتا ہے
شجاعت اور بت کا اگر کچھ ذکر آتا ہے
عرب کے ریزاؤں میں صحابہ مظہر حق تھے
دفا کے شاہکاروں میں صحابہ مظہر حق تھے
بحمد اللہ قدح نوش مے مدح صحابہ ہیں
زبہ قسمت! ہزار خوش مے مدح صحابہ ہیں

آلہ یعنی امیر المومنین خالی المسلمین (اہل اسلام کے مومن) امام عادل و کریم امیر سنی و علیم خلیفہ مخم کا ب الوی سیدنا ابو عبد الرحمن
معاویہ بن سیدنا ابی سفیان صحابہ بن رب علی بن ابی طالب و علیہم السلام والرضوان
آلہ یعنی سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غم زاد ہمیشہ اور بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

جائیں اور وہ عبرت ناک سزا دی جائے
کہ آئندہ کوئی شخص ایسی حرکت نہ کر سکے۔
حکومت اگر اس طرح گوگو کی
کی پالیسی کا شکار رہی اور اس نے مجرم ضمیر
اور فرقہ پرور اور آئین شکن لوگوں کا سختی
سے محاسبہ نہ کیا تو صورت حال جس طرح
گہرے گی اس کو سنبھال نہ جاسکے گا۔ اس
لئے اے ارباب اقتدار! حالات کو
سنبھال لو اور ایسے لوگوں کو ٹھکانے
لگا دو کہ اس میں ملک، قوم اور
اسلام بلکہ خود تمہارا بھلا ہے۔ اگر
تم نے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کیں

علو ۳۰ درجہ ۲۵

چند منتخب کتب

ایضاً: استفادہ کا باعث -

مولانا رشید احمد گنگوہی
ایک روپے کے ڈاک بکٹ

مسند علم غیب

مولانا محمد منظور نعمانی
۳۷/-

کلمہ طیبہ حقیقت

مولانا محمد نافع
۱۹۲/-

عشرہ مہم

مولانا ابوالکلام آزاد
۲۳۰/-

ترجمان القرآن

۳/-

مسائل نکوۃ

۴/-

مباحث تکفین

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

مولانا رشید احمد گنگوہی
ایک روپے کے ڈاک بکٹ

مولانا محمد منظور نعمانی
۳۷/-

مولانا محمد نافع
۱۹۲/-

مولانا ابوالکلام آزاد
۲۳۰/-

۳/-

۴/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

۵/-

اردو تراجم و تفسیر قرآن کا
تعلیمی مطالعہ مولانا امجد علی قاسمی

علماء کی تصانیف اور تہذیب و تمدن کا
حسین مرتضیٰ پروفیسر محمد امجد علی

نہج دینی طریقہ نماز قرآن مجید
تمام احادیث سے مل کر ایک جامع اور مفید کتاب

سیرت رسول کا آسان مطالعہ
مولانا حفص الرحمن سید باری

مختصر جامع اور مفید مطالعہ سیرت
۲۳۰/-

حیات انبیاء علیہ السلام
میاں محمد سعید

امام ابن تیمیہ
ڈاکٹر محمد یوسف کوکن عمری کے

قرآن مجید کی خدمات
۲۳۰/-

عاشق و عاشقی
خدیجہ سوس کے حالات و خدمات و رسائل

عثمان و عثمانیہ
خدا پر ایک نظر علامہ سید محمد امجد علی

طب رحمانی
مفت خفایا رحمت قرآنی و نبوی رسول و

طریقہ علاج مولانا خورشید عالم بونیدی
۸۰/-

۸۰/-

۸۰/-

۸۰/-

۸۰/-

۸۰/-

۸۰/-

۸۰/-

۸۰/-

سٹی پبلیکیشنز

پوسٹ بکٹ ۴۶۶
۲۰۰/-

۲۰۰/-

۲۰۰/-

۲۰۰/-

۲۰۰/-

۲۰۰/-

۲۰۰/-

۲۰۰/-

۲۰۰/-

۲۰۰/-

۲۰۰/-

۲۰۰/-

نیوز فرائز سیرائل

آپ کی پسند
اکاون جڑی بوٹیوں سے کیا دی طریق سے تیار کردہ اپنی نوعیت کا واحد تیل

گرتے بالوں، خشکی، سکریمی اور گنچے پن کا
شرطیہ علاج

نوٹ: فائدہ نہ ہونے کی صورت میں قیمت واپس۔ سول ایجنسی کے خواہشمند جلد لکھیں۔
جب آپ لاہور آئیں تو اسے حاصل کرنے کے لئے رابطہ فرمائیں
نوٹ: تحریروں کی بذمہ خریدار۔ دودھ دیشی سے کم دی نہیں کیا جاتا۔

صابر سٹور، نزد مسجد حضرت لاہوری، اندرون شیر نوالہ گیٹ، لاہور